ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.6,Issue No.1(2024)
(January to March)

اُردو شاعری میں کشمیری مسلمانوں سے یکجہتی کا اظہار

Expression of Solidarity with Kashmiri Muslims in Urdu Poetry

ڈاکٹر نصیر احمد اسد

پی ایچ۔ڈی اُردو، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

ڈاکٹر عبدالمنان چیمہ

پی ایچ۔ڈی علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

ڈاکٹر شہباز احمد

ہیڈ، ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن، فیکلٹی آف سوشل سائنسز، سپریئر یونیورسٹی، فیصل آباد

Dr. Naseeer Ahmad Asad
Ph.D Urdu, University of Sargodha, Sargodha
Dr. Abdul Manan Cheema
Ph.D Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha
Dr. Shahbaz Ahmad
Head, Department of Education, Faculty of Social Sciences, Superior University, Faisalabad

Abstract:

The Kashmir conflict has been marked by human rights concerns, with reports of atrocities and alleged war crimes. In response, Pakistan has consistently expressed deep empathy for the plight of Kashmiri Muslims. The emotional connection is evident in the shared grief over the loss of lives, the pain of displacement, and the collective yearning for a peaceful resolution to the longstanding conflict of Kashmir. Pakistan has been a vocal advocate for the rights of Kashmiri Muslims on international platforms. Pakistan and Kashmir share a rich history and cultural heritage that extends beyond political boundaries. Kashmir is the lifeblood of Pakistan. Despite the passage of seven decades, Kashmir and its people are still shackled in the chains of slavery. India, through its millions of troops, is crushing the movement for freedom among the Kashmiris. For the sake of Kashmiri freedom, they are offering the sacrifice of their lives.No power, including the United Nations, is playing a role in asserting the right of self-determination for the Kashmiris.

Keywords: Kashmir, Expression of Solidarity, cultural heritage, Urdu Poetry, chains of slavery, self-determination.

کشمیر پاکستان کی شہہ رگ ہے۔انڈیا کی فوج نے کشمیر اور کشمیری مسلمانوں زنجیر غلامی میں جکڑا ہوا ہے۔انڈیا ریاستی جبر و تشدد کے ذریعے کشمیریوں کی تحریک آزادی کو کچل رہا ہے۔کشمیری مسلمان آزادی کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔کشمیری عوام پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں لیکن عدل و انصاف کے عالمی ادارے خاموش تماشائی بنے ہوئے

ہیں۔ عالمی عدالت انصاف اور اقوام متحدہ سمیت کوئی بھی ادارہ کشمیریوں کو ان کا حق خود ارادیت دلوانے میں سنجیدہ نہیں ہے۔ ان مشکل حالات میں بھی کشمیری حریت پسند نوجوان اپنی قوم کی آزادی کے لیے لہو کے چراغ جلا رہے ہیں۔ سیالکوٹ کی اردو شاعری میں کشمیری مسلمانوں کے جذبہء حریت کی آواز سنائی دیتی ہے۔ وہ ان حالات میں خاموش تماشائی کا کردار ادا نہیں کرتے بلکہ کشمیری حریت پسندوں کا حوصلہ بڑھاتے نظر آتے ہیں۔ سیالکوٹ کی اردو شاعری میں کشمیری مسلمانوں سے یک جہتی کا اظہار کیا گیا ہے۔

شجر کے آباؤ اجداد ۱۸۵۷ء کے بعد لاہور اور گجرات میں رہنے کے بعد مہاراجہ گلاب سنگھ کے ساتھ بحیثیت شاہی طبیب جموں و کشمیر میں جا کر آباد ہو گئے۔ ۱۹۲۰ء تک شجر جموں و کشمیر کی رعنائیوں اور خوبصورتیوں کو اپنے دل و دماغ میں سموتے رہے۔ جموں و کشمیر سے جدائی کے اسباب کا ذکر ان کی شاعری میں تفصیلاً موجود ہے۔ سیالکوٹ میں بیٹھ کر وہ کشمیر سے دور نہیں ہوئے۔ کشمیر کی یاد انہیں لمحہ بہ لمحہ ستاتی رہی اور وہ اس کی بدحالی اور غلامی پر کڑھتے رہے۔

میں تو سمجھا تھا بلا بھیجا ہے آج
چرخ نے ٹوٹے ہوئے تاروں کو پھر
وادیٔ کشمیر میں پہنچا دیا
گر کہیں ہم بخت کے ماروں کو پھر
"کشمیر"(۱)

شجر کو ۱۹۲۳ء میں مسلمانوں کے حق میں سیاست میں حصہ لینے پر کشمیر و جموں سے جلاوطن کر دیا گیا۔ ان سے سب کچھ چھین لیا گیا اور وہ بے سر و سامانی کے عالم میں سیالکوٹ پہنچے۔ شجر کو زمانے سے شکایت ہے کہ وہ اس کے ظلم و ستم کی وجہ سے بے سکونی کی کیفیت میں رہتے ہیں۔ شکایتِ زمانہ کے حوالے سے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

گھر سے نکلے ہیں سیر گلشن کو
اور چلنا پڑا ہے خاروں پر (۲)
پنپنے نہ دے ہے زمیں عزم کوئی
پنپ جائے تو سر پر ہائے فلک ہے (۳)
اگر دل بھی ملا ہے تو ملا ہے بے سکوں ہم کو
جو دل سے درد پایا ہے تو درد لادوا پایا (۴)
آشیاں محفوظ ہے بلبل نہ شاخ آشیاں
بجلیوں کی زد میں اب گلزار کا گلزار ہے (۵)

محمد الدین فوق کا ایک ایک شعر وطن (کشمیر) کی محبت اور اسلام کے درد میں ڈوبا ہوا ہے۔ فوق پہلے شاعر ہیں جنہوں نے مستقل طور پر مسلمانِ کشمیر کی ترجمانی کرتے ہوئے دنیا کو ان کی مظلومیت سے آگاہ کیا۔ آپ کی شاعری کا مقصد مسلمانوں کی اصلاح بھی تھا۔ اقبال نے "شکوہ" اور "جواب شکوہ" نظمیں لکھی ہیں۔ فوق نے بھی اسی طرح "بڈ شاہ کی روح سے خطاب" نظم میں کشمیریوں کی زبوں حالی کا اسی لہجہ میں رونا رویا ہے۔ فوق غزل میں داغ دہلوی اور قومی نظموں میں علامہ اقبال سے متاثر تھے۔ فوق کا شعری کلام ہندوستان کے معروف رسائل میں چھپتا رہا۔ آپ کا پہلا شعری مجموعہ "کلامِ فوق" کے نام سے ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا۔ اس مجموعے کے دو

حصے ہیں۔ پہلے حصے میں ۱۸۹۵ء سے ۱۹۰۱ء تک کا کلام ہے اس حصے میں غزلیں زیادہ ہیں۔ دوسرا حصہ ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۹ء تک کے کلام پر محیط ہے۔ اس حصے میں نظموں کی تعداد بھی خاصی ہے۔ کلامِ فوق کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا اس کی ضخامت ۱۴۰ صفحات سے بڑھ کر ۲۴۰ صفحات تک پہنچ گئی ہے۔ اس میں پروفیسر علم الدین کا مفصل دیباچہ بھی شامل ہے۔ فوق کا دوسرا شعری مجموعہ "نغمہ و گلزار" کے نام سے ۱۹۴۱ء میں شائع ہوا۔ اس کی ضخامت ۱۸۴ صفحات ہے اس کا دیباچہ مولانا عبد اللہ قریشی نے لکھا ہے:

> اگر فوق کی شاعری کا مطالعہ کیا جائے تو راکھ کے ڈھیروں میں جذبات و تخیلات کی چنگاریاں دبی نظر آتی ہیں۔ فوق کی شاعری دھوم دھڑکے کی شاعری نہیں۔ آتشِ چنار کی دھیمی آنچ والی شاعری ہے جس میں قومی دردمندی اور اخلاقی آرزومندی کی تاثیر گھلی ہوئی ہے۔(۶)

فوق سیاسی معاملات کو سماجی اور تاریخی پس منظر میں دیکھنے کے قائل تھے۔ فوری طور پر کسی واقعہ یا منظر سے متاثر ہو کر بھی شعر کہتے تھے مگر اس کے سیاق و سباق پر ان کی پوری نظر ہوتی تھی۔ موضوعات کی براہِ راست پیش کش کا اسلوب ان کے ادبی اور شعری مزاج کا حصہ تھا۔ وہ جس موضوع پر چاہتے تھے لکھ لیتے تھے لیکن ان کے ہاں موضوعات کا تنوع نہیں کیونکہ انہوں نے خود کو کشمیر کیلئے وقف کر دیا تھا۔ انہوں نے ہر صنف سخن میں شاعری کی ہے۔ بحیثیت شاعر وہ اپنے آبائی وطن سے جس والہانہ پن کا مظاہرہ کرتے ہیں اس پر انہیں شاعرِ کشمیر کا خطاب دیا گیا۔ عبد اللہ قریشی نے "شاعرِ کشمیر" کے نام سے ایک کتابچہ لکھا ہے۔ علامہ سیماب اکبر آبادی نے "شاعرِ کشمیر" کے نام سے ایک نظم لکھی جو فوق کے شعری مجموعے "نغمہ و گلزار" کے صفحہ ۳۰ پر موجود ہے۔ اس نظم کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

فوق صاحب ہیں جو میرے خواجہ تاش
خوش خیال و خوش مزاج و خوش معاش
پیرو شاگرد داغ دہلوی
زندہ اک تاریخ ہے کشمیر کی
والہانہ عشق ہے کشمیر سے
روح زخمی ہے وطن کے تیر سے
حضرتِ اقبال کے ہیں ہم نشیں
صاحب وجدان و عرفان و یقیں
فوق صاحب کی ہے سب پر فوقیت
درس و حکمت سے ہے ان کو اُنسیت
ان کی نظمیں نسخۂ اکسیر ہیں
وہ حقیقی شاعر کشمیر ہیں (۷)

"بانگِ درا" میں اقبال کی ایک نظم "ہندوستانی بچوں کا قومی گیت" ہے اس نظم کا مصرع یہ ہے:

میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

اس مصرع کو ٹیپ کا مصرع بنا کر فوق نے اپنے وطن کشمیر کے لیے ایک نظم لکھی۔ اس نظم کا ایک بند پیش کیا جاتا ہے:

گلمرگ دلدرد وانگت کی وادیاں جہاں ہیں
فردوس کی فضا میں آبادیاں جہاں ہیں
صحت فزا ہو کر آزادیاں جہاں ہیں
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے (۸)

حبیب کیفوی کا اصل نام حبیب اللہ ہے۔ کیفوی جموں میں پیدا ہوئے۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد جموں سے سیالکوٹ ہجرت کی اور سیالکوٹ میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔(9) حبیب کیفوی کا ایک شعری مجموعہ "آتشِ چنار" مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور نے ۱۹۵۶ء میں شائع کیا۔ اس مجموعے کا پیش لفظ محمد عبداللہ قریشی مدیر "حقیقت اسلام" نے لکھا ہے۔ یہ شعری کلام کشمیر اور آزادی کشمیر کے حوالے سے کہی گئی نظموں اور ترانوں پر مشتمل ہے۔ شاعری کے علاوہ کیفوی نے تنقید و تحقیق کے حوالے سے بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ جس پر حصہ نثر میں تفصیلاً بحث ہو گئی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ سیالکوٹ کے شعرا نے کشمیریات پر شاعری کی ہے۔ اقبال سمیت ہر سیالکوٹی شاعر کے کلام میں کشمیر کے حوالے سے شاعری دیکھی جا سکتی ہے۔ حبیب کیفوی کی ساری شاعری ہی کشمیر اور آزادی کشمیر کی محبت و داستان پر مشتمل ہے۔ کیفوی نے اپنے شعری مجموعے کا نام "آتش چنار" اقبال کے ایک شعر سے لیا ہے۔ اور وہ شعر بھی کشمیر کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔ آتش چنار الفاظ کی کشمیر سے خاص مناسبت ہے۔ اقبال کا شعر ملاحظہ ہو:

جس خاک کے ضمیر میں ہے آتشِ چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاک ارجمند

حبیب کیفوی کی شاعری کشمیر اور تحریک آزادی کشمیر جیسے موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔ غزل ہو یا نظم کیفوی کا شاعری کے حوالے سے موضوع صرف اور صرف کشمیر ہی رہا ہے۔ اس حوالے سے عبداللہ قریشی رقم طراز ہیں:

> آتشِ چنار حبیب کیفوی کی ان نظموں کا مجموعہ ہے جو پاکستان آنے کے بعد تحریکِ آزادی کشمیر کے مرحلوں پر مختلف واقعات و حالات سے متاثر ہو کر کہی گئیں۔ ترتیب تاریخ وار ہے جس سے تحریک کے اُتار چڑھاؤ کا پتہ چلتا ہے۔ جنگِ حریت کی ابتدا میں وہ پر امید اور مطمئن تھے مگر جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے۔ مایوسیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ تمام نظمیں حب الوطنی اور سوز و گداز کے جذبات سے لبریز ہیں۔ حبیب کی غزلوں میں وطن کی محبت غیر ارادی طور پر انگڑائیاں لینے لگتی ہے۔ ان کی نظموں کی کیفیت کیا ہو گئی جو خاص طور پر آزادی وطن کے جذبے سے سرشار ہو کر کہی گئی ہیں۔(۱۰)

حبیب کیفوی نے اپنی نظمیں آزادی وطن کے جذبے سے سرشار ہو کر کہی ہیں۔ ان میں جوش بھی ہے اور خلوص بھی، بلند آہنگی بھی ہے اور شکوہ الفاظ بھی۔ اثر پیدا کرنے کی خاطر کہیں کہیں منظر کشی اور مصوری بھی کی گئی ہے۔ اور کہیں غیرت دلانے کی خاطر طنز و ملامت سے بھی کام لیا گیا ہے۔ سوتوں کو جگانے اور جاگتوں کو فکر و عمل پر اُبھارنے کے لیے جس قسم کی سادگی کی ضرورت ہوتی ہے وہ ان نظموں میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ ان کے دل میں کشمیری قوم کا درد موجود ہے اور انھیں اس درد کے اظہار کا سلیقہ بھی آتا ہے۔

بیتاب ہوں میں وادیٔ کشمیر کی خاطر
میرے لیے بیتاب ہر اک ذرۂ کشمیر
قبضہ میں دوسروں کے ہے کشمیر آج کل
وادی کے رہنے والے ہیں دل گیر آج کل
بے فائدہ ہے گرمیٔ تقریر آج کل
آئے گی کام بُرشِ شمشیر آج کل
اہلِ حوس کی حکمت تاخیر کے طفیل
پیرو جواں ہیں درد کی تصویر آج کل (۱۱)
ماہی بے آب ہیں تیرے بغیر
کس قدر بے تاب ہیں تیرے بغیر
ساکنانِ خطہ خُلد آفریں
سازِ بے مضراب ہیں تیرے بغیر
مضمحل افسردہ و اندوہگیں
کاشمیر اے خطۂ خُلد آفریں (۱۲)

حبیب کیفوی کشمیر سے ہجرت کر کے پاکستان میں مستقل آباد تو ہو جاتے ہیں لیکن کشمیر میں گزرے ہوئے ماضی کے لمحات انھیں بے قرار کر دیتے ہیں۔ اور بار بار یاد آتے ہیں۔ وہ خیالوں کے ذریعے کشمیر کی وادیوں میں چلے جاتے ہیں۔ جہاں ان کی روح کو سکون ملتا ہے۔ وہ اپنی نظموں میں ذہنی طور پر کشمیر کی جنت نظیر وادیوں میں کھوئے ہوئے نظر آتے ہیں- اس لحاظ سے حبیب کیفوی رومانوی شاعر ہیں اور ان کی نظموں میں رومانویت کے عناصر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ رومانویت کے حوالے سے ان کی نظم "لولاب" ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ لولاب کشمیر میں ایک خوبصورت وادی کا نام ہے۔ اس نظم کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

پھر وطن کی یاد تڑپانے لگی
پھر خیالِ وادی لولاب ہے
دل ہے محرومِ سکوں تیرے لیے
تر دیدۂ ناشناس خواب ہے
جس کو تیری خاک سے نسبت ہے کچھ
رات دن تیرے لیے بیتاب ہے
تیرے رنگا رنگ پھولوں کی پھبن
ضامنِ عظمت ترے اونچے چنار
تیرے باغوں کی لطافت بے مثل
دلنشیں منظر، ہوائیں مشکبار

چشمِ بینا کے لیے جنت نظیر
سبزہ زاروں میں بہارِ لالہ زار (۱۳)

جذبہ شہادت ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ حبیب کیفوی اپنی نظموں میں اس جذبے کی بیداری کی تبلیغ کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہر کشمیری میدان کارزار میں بھارتی فوجیوں سے جہاد کرے کیونکہ ان کے نزدیک آزادی کشمیر کے لیے کشمیری قوم کے لیے جہاد ضروری ہے۔ ان کا نظریہ ہے کہ جہاد سے ایک طرف کشمیری مسلمان آزادی حاصل کر سکتے ہیں۔ تو دوسری طرف اخروی زندگی کے لیے جنت کا حصول آسان ہو سکتا ہے۔

ہے اگر خواہش کہ جنت چاہیے
سر میں سودائے شہادت چاہیے
دُور اتنی بھی نہیں منزل کوئی
ہاں ذرا تھوڑی سی ہمت چاہیے(۱۴)
آزادیوں کی راہ میں مسلکِ شبیرؓ چاہیے
ملت کو سامنا ہے مصائب کا ان دنوں
ہر نوجوان کے ہاتھ میں شمشیر چاہیے
ملت کا سر بلند رہا ہے جہاد سے
یہ جذبہ عزیز ہمہ گیر چاہیے (۱۵)

حبیب کیفوی رجائی شاعر ہیں۔ ان کی نظمیں رجائیت اور امید سے بھری ہوئی ہیں۔ وہ اپنی شاعری میں کہیں بھی یاسیت سے دوچار نہیں ہوتے۔ اُنہیں امید ہے کہ کشمیری قوم مشکلات کے بعد ایک دن ضرور آزادی حاصل کرے گی۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

لہرائے گا اسلام کا پرچم سر پنجال
دیکھے گی جسے خاکِ سمر قند و بخارا
طوفان و حوادث سے نکل آئی ہے کشتی
نزدیک ہے اُمید کے دریا کا کنارا
کشمیر میں اسلام کی عظمت کے نشان ہیں
ڈوبے گا یہاں ہند کی قسمت کا ستارا
کوئی دم میں ہمیں مل جائے گی نصرت کی خبر
قصرِ گیکارِ پہ جا اٹکی ہے غازی کی کمند (۱۶)

حبیب کیفوی کی ہر نظم اپنی جگہ نہایت خوب اور عمدہ ہے۔ مگر بعض نظمیں تو ایسی ہیں جنھیں اردو ادب میں ایک خاص مقام دیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر "آبِ جہلم سے خطاب" ایک طویل نظم ہے۔ جس کے آٹھ بند ہیں اور ہر بند تاثیر میں ڈوبا ہوا ہے۔ شاعر جہلم کے کنارے بیٹھے بیٹھے اس وادی کے تصور میں کھو جاتا ہے۔ جہاں سے دریا نکل کر آتا ہے۔ کئی قسم کے خطرے اور خدشے اس کے دماغ میں طوفان برپا کرتے ہیں اور یہ اندیشہ چٹکیاں لینے لگتا ہے۔ کہ کہیں اس کے ہجرت کر جانے اور وادی کو نامحرموں کے

حوالے کر آنے سے فطرت روٹھ تو نہیں گئی۔ اسی گھبراہٹ کے عالم میں وہ مچلتی لہروں سے سوال کرتا ہے۔ کہ کیا خزائن رنگ و بو اب بھی پہلے کی طرح جمع ہوتے ہیں اور عید بہار کی لطافتوں میں صباحت کا رنگ بھرتے ہیں۔ پھر وہ ایک ایک کر کے چشمہ شاہی، شالامار، نسیم اور نشاط باغ کا حال دریافت کرتا ہے اور آخر میں وطن کے جوانوں کو غیر کی غلامی سے آزاد ہونے کا پیغام دیتا ہے۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

گلوں کے قافلے آتے ہیں اب بھی وادی میں
نسیم باغ کے اونچے چنار کیسے ہیں؟
مرے چمن کی بہاروں کا رنگ کیسا ہے؟
ہوائیں کیسی ہیں لیل و نہار کیسے ہیں؟
پھبن وہی ہے شکاروں کی سطح دریا پر
اسی طرح سے ہے جوبن پہ آبِ ڈل کہ نہیں؟
نظر کو دعوتِ نظارہ اب بھی دیتے ہیں
وہ سطحِ آب پہ پھیلے ہوئے کنول کہ نہیں (۱۷)

اُن کی نظموں میں محض منظر کشی، ماضی کا مرثیہ اور درد دل کا اظہار ہی نہیں بلکہ مستقبل کے لیے عزم و ہمت کا پیغام بھی ہے۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

ایک کشمیر پہ موقوف نہیں ہے ساقی
منتظر ہیں مری ہمت کے کئی اور مقام
اب فراغت ہی نہیں عیش و مسرت کے لیے
میری شمشیر اُٹھا لا میرے دامن کو نہ تھام
قبضہ غیر سے آزاد کرانا ہے وطن
ہے مرے پیشِ نظر ایک فقط ایک ہی کام
وہ رہی منزلِ مقصود بڑھو اور بڑھو
چند ہی گام مری جان فقط چند ہی گام
اپنی دیوانگیِ شوق کی تشہیر کریں
بازیابیٔ وطن کی کوئی تدبیر کریں
اپنے ہر عزم کو ناقابلِ تسخیر کریں
خاک کو ہاتھ لگا دیں اسے اکسیر کریں
دل ہے آزردہ و بے تاب اسے بہلائیں
آؤ کچھ ذکرِ دلآویزی کشمیر کریں (۱۸)

مغربی سیاستدانوں کی عیاری اور ہماری بے بسی نے کشمیر کے سلسلے کو جس "پُر اُمید اُلجھن" میں ڈال دیا ہے۔ حبیب کیفوی کی رائے اس بارے میں بڑی صاف اور واضح ہے۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

یہ بھیک نہیں آزادی ہے ملتی ہے بھلا مانگے سے کبھی
دل جوش میں لا فریاد نہ کر تاثیر دکھا تقریر نہ کر
طوفاں سے اُلجھ شعلوں سے لپٹ مقصد کی طلب میں موت سے لڑ
حالات کو اپنے ڈھب پر لا شمشیر اُٹھا تاخیر نہ کر
طاقت کی صداقت کے آگے باتوں کی حقیقت کیا ہو گی
فطرت کے اصول زریں کی تضحیک نہ کر تحقیر نہ کر
مغرب کے سیاستدانوں سے اُمید نہ رکھ بہبودی کی
یا طاقت سے کشمیر چھڑا یا آرزوے کشمیر نہ کر(۱۹)

حبیب کیفوی قومی و ملی شاعر ہے۔ وہ پاکستان اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں میں اپنی شاعری کے ذریعے بیداری پیدا کرتا ہے۔ وہ انھیں جھنجھوڑتا ہے اور عزت سے جینے کا درس دیتا ہے۔ وہ انھیں کشمیر آزاد کروانے کے لیے اپنی نظموں میں جگہ جگہ اُکساتا بھی نظر آتا ہے۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

جس جنگ سے وابستہ ہے تقدیر تمہاری
تم دُور سے اس جنگ کو دیکھا ہی کرو گے؟
اُٹھو گے کہ سوتے ہی رہو گے ابھی کچھ روز
یا اپنی تباہی کا تماشا ہی کرو گے؟
آزادی کشمیر کے جانباز بنو گے
یا خود کو نثار رخِ مسلماہی کرو گے؟
جینا نہیں کہتے اسے جینا یہ نہیں ہے
اس کے لیے حجت کوئی پیدا ہی کرو گے؟
سنبھل ! سنبھل ! کہ زمانہ کا اور رنگ ہے آج
رباب و چنگ نہیں سازِ طبلِ جنگ ہے آج
دہانِ توپ سے ملتا ہے دم بہ دم یہ پیام
سکونِ گوشہ نشینی حرام و ننگ ہے آج (۲۰)
ہمت کی ضرورت ہے ارادے کی ضرورت
لازم ہی نہیں جنگ میں سامان کی کثرت
سو سال کے خوابیدہ مسلماں کو ملی ہے
درگاہِ خداوند سے احساس کی دولت

احساس بڑی چیز ہے اللہ جسے دے
احساس سے قوموں کی بدل جاتی ہے حالت
طاقت کو کچل سکتے ہیں مضبوط ارادے
مضبوط ارادوں کو کچلتی نہیں طاقت (۲۱)

اقوامِ متحدہ نے کشمیری قوم سے ۱۹۴۸ء میں مقبوضہ کشمیر میں رائے شماری کر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس وعدے پر کشمیریوں نے جنگ بندی قبول کر لی۔ جب جنگ بندی کے باوجود بھی کشمیر میں رائے شماری نہیں ہوتی۔ کہ انھیں بھارت یا پاکستان سے الحاق کرنا ہے تو حبیب کیفوی اقوام متحدہ کے کردار کو اپنی طنز کا نشانہ بناتے ہیں۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

مجلسِ اقوام کی نیت کا سارا فتور
ورنہ کچھ مشکل نہ تھا کشمیر کے عقدہ کا حل
اس لیے انصاف سے کترا رہے ہیں اہلِ عرب
آ نہ جائے اس سے طاقتور کی پیشانی پہ بل
حق پسندوں سے عداوت اہلِ باطل سے سلوک
مصلحت بینوں کا ہے یہ دائمی طرزِ عمل (۲۲)

حبیب کیفوی اپنی نظم "رائے شماری" میں مغربی طاقتوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ انھیں حق خود ارادیت دیا جائے۔ استصواب رائے کے ذریعے انھیں اپنے مستقبل کے فیصلے کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ وہ آزادی کے ساتھ جی سکیں۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

ہماری رائے کا کیا پوچھنا کہ کیا ہو گی
ہماری رائے شماری کا اہتمام کرو
بھٹک رہا ہے جو طائر فضا میں آوارہ
کسی بھی حیلہ و حکمت سے اس کو رام کرو
دیارِ غیر نہیں ارضِ پاک بھی لیکن
ہمیں وطن میں بسانے کا اہتمام کرو (۲۳)

وطنیت، وطن کی یاد، وطن کے باسیوں کی یاد بھی حبیب کیفوی کی شاعری کا ایک اہم موضوع ہے۔ سیالکوٹ میں رہتے ہوئے کشمیر کی یاد ان کے لیے بے سکونی کا سبب بنتی ہے۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

اُداس رہتا ہے دل ہر گھڑی وطن کے بغیر
کہ جیسے طائر رنگیں نوا چمن کے بغیر
کہاں کہاں نہ مجھے لے گئی طلب اس کی
مگر سکوں نہ ملا تیری انجمن کے بغیر
غمِ حیات نے بخشا ہے درد وہ مجھ کو

علاج جس کا نہیں بادہ کہن کے بغیر
رہی جو ہم نفسِ فطرت جمیل مدام
کٹے گی زندگی کیسے گل و سمن کے بغیر
برائے نام سی ہے زندگی میں لطف نہیں
نشاط و چشمہ شاہی و ہارون کے بغیر (۲۴)

سید صادقؔ حسین کشمیر میں پیدا ہوئے۔ بعد میں ہجرت کر کے سیالکوٹ آباد ہوئے۔ مادرِ وطن سے محبت فطری بات ہے۔ صادقؔ کشمیر سے سچی محبت کرتے ہیں۔ کشمیر میں گزری ہوئی خوشگوار یادیں انھیں نغمہ سرائی اور کشمیر کی وادیوں کی منظر نگاری پر اکساتی رہتی ہیں۔ ان کی شاعری کا کچھ حصہ کشمیریات پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے جنتِ نظیر وادیوں کی لفظی تصویر کشی اور منظر کشی کی ہے۔ اس حوالے سے ان کی نظم "یادِ کشمیر" کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

کشمیر خطہ تیرا بالاتراز جہاں ہے
باغِ ارم کا نقشہ کھینچا ہوا یہاں ہے
چاروں طرف کھینچی ہے دیوارِ کوہ تیرے
آبِ رواں کا نقشہ ہر اک طرف رواں ہے
سب خوبیاں وہاں کی ہیں یاد تجھ کو صادقؔ
عمرِ عزیز تیری بھی کچھ کٹی وہاں ہے (۲۵)

کشمیر اثر کا آبائی وطن تھا اور ملازمت کے دوران اس نے عمر کا بیشتر حصہ کشمیر میں گزارا۔ قیامِ کشمیر کے دنوں تحریکِ آزادیٔ کشمیر زوروں پر تھی کشمیری مسلمانوں پر ظلم و استبداد کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ مسلمانوں کی بے چارگی اور مظلومیت کا اثرؔ کو گہرا احساس تھا کیونکہ ان کی حساس نظروں نے کئی ہنگامے دیکھے۔ وہ براہِ راست تحریکِ آزادی سے واقف تھے۔ ان کی تمام ہمدردیاں مظلوم کشمیری قوم کے ساتھ تھیں۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

آہ! مظلوم کی سنتا نہیں فریاد کوئی
میں نے مظلوم کو ظالم سے چھڑانا ہے (۲۶)

طفیل ہوشیار پوری کے شاعری میں کشمیر کے حالات و واقعات کا بکثرت تذکرہ ملتا ہے۔ کشمیری مسلمانوں پر بھارتی افواج نے عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ کئی شعرا خصوصاً سیالکوٹ کے شعرا نے اپنی شاعری میں اس بھارتی تسلط اور ظلم و بربریت کے خلاف شدید غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ طفیل ہوشیار پوری نے بھی کشمیر پر خوب صورت نظمیں کہی ہیں۔ وہ اپنی نظموں میں کشمیر کے پاؤں میں پڑی ہوئی زنجیر کا مژدہ سناتے ہیں۔ ان کی نظم "اے وادی کشمیر" سے کچھ اشعار ملاحظہ کیجیے:

اے　　وادی　　کشمیر
ہر رنگ میں ہم کر کے رہیں تجھے تسخیر
اے　　وادی　　کشمیر
اللہ کا فرمان ہے ایمان ہمارا

ہم سے تو یہی کہتا ہے قرآن ہمارا
جنت کبھی ہو سکتی نہیں کفر کی جاگیر
اے وادی کشمیر (۲۷)

ساغر جعفری کی شاعری میں کشمیر اور جہادِ کشمیر کے حوالے سے نظمیں ملتی ہیں۔ جو ان کی مظلوم کشمیریوں سے ہمدردی اور محبت سے لبریز ہیں۔ "کشمیر جل رہا ہے" نظم میں ساغر جعفری کشمیریوں کے مسکن، کشمیر کی دل پذیر، جنت نظیر وادی کی ہندوستان کے ہاتھوں تباہی، کشمیریوں کی جانوں کے نذرانوں، عزتوں کی پامالی کی تصویر پیش کرتے ہیں۔ اس نظم میں ساغر بھارت کی بالا دستی قبول کرنے کو تیار نہیں۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

مٹنے نہ پائے ہرگز یہ جذبہ شہادت
بھارت کی جب تک ہے کشمیر پر حکومت
اسلام کی بالآخر اُبھرے گی شان و شوکت
کسی طور سے زمانہ کروٹ بدل رہا ہے (۲۸)

سیالکوٹی شاعر تاب اسلم کی شاعری میں بھی کشمیریات کے حوالے سے جابجا متعدد اشعار دیکھے جاسکتے ہیں۔ ستاون سال گزرنے کے باوجود کشمیر اور کشمیری عوام اب بھی زنجیر غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ بھارت اپنی لاکھوں افواج کے ذریعے کشمیریوں کی تحریک آزادی کو کچل رہا ہے۔ کشمیری آزادی کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ عدل و انصاف کے عالمی ادارے خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ اقوام متحدہ سمیت کوئی بھی طاقت کشمیریوں کو ان کا حق خود ارادیت دلوانے میں کوئی کردار ادا نہیں کر رہی ہے۔ ان مشکل حالات میں بھی کشمیری مجاہدین اپنی قوم کی آزادی کے لیے لہو کے چراغ جلا رہے ہیں۔ تاب اسلم کو بھی سیالکوٹ میں کشمیری عوام کی چیخو و پکار کی دھمک سنائی دیتی ہے۔ وہ ان حالات میں خاموش نہیں رہتے بلکہ کشمیری حریت پسندوں کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں:

میرے بیٹو مری آنکھوں کے درخشاں تارو
جاگ اُٹھو ظلم کی دیوار گرانے کے لیے
خون سے طاق و درو بام فروزاں کر دو
جشنِ آزادی جمہور منانے کے لیے (۲۹)

سیالکوٹ کے شاعر آغا وفا ابدالی کی شاعری میں کشمیر اور کشمیری عوام سے محبت نظر آتی ہے۔ مسئلہ کشمیر دنیائے اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ طویل عرصے سے اقوام متحدہ اس کے حل کے لیے سرگرداں ہے مگر کوئی نتائج برآمد نہیں ہوئے لیکن آغا وفا نے پاکستانی عوام کی دیرینہ خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے جو حل تلاش کیا ہے۔ وہ ان کے مخصوص انداز کی بھرپور ترجمانی کر رہا ہے۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

بلا دقت ،بلا زحمت بلا تاخیر مل جائے
تمنا ہے یہ دیرینہ بلا شمشیر مل جائے

الٰہی معجزہ سرزد ہو کچھ ایسا جیالوں سے
کہ یہ ٹائر جلائیں اور جھٹ کشمیر مل جائے (۳۰)

رشید آفریں محبِ وطن شاعر ہیں۔ وطنِ عزیز پاکستان کے بانیوں سے اپنے دلی لگاؤ کا اظہار کرتے ہوئے اپنی عقیدت سے مزین انھوں نے نظمیں بھی لکھی ہیں۔ اور فرزندان اسلام کو بھی اپنی شاعری کا عنوان بنایا ہے۔ مادرِ وطن کی سرزمین کے متعلق تو عزم و عمل کا زرہ بکتر پہن کر انھوں نے مجاہد جذبوں کی زبان میں یوم آزادی، یوم پاکستان، اور یومِ دفاع کے موضوعات پر ملی نغمے بھی تخلیق کیے ہیں۔ ان کے ہاں کشمیر اور کشمیری مجاہدین کی جدوجہد آزادی کے حوالے سے بھی بہت سے نغمے ملتے ہیں۔ ان کے ایک ملی نغمے کے کچھ اشعار پیش کیے جاتے ہیں:

کوہ و دمن جاذب نظر دل کش تیرا میدان ہے
ہر رہ گزر ہے کہکشاں خلدِ بریں کھلیان ہے
تو باعثِ امن و سکوں عشرت کا بھی سامان ہے
تیرے سدا گاتے ہیں گن ہم سب کی تو پہچان ہے
پیارے وطن رشکِ چمن تیری نرالی شان ہے
تیرے مجاہد تیرے غازی دل میں رکھتے ہیں لگن
کر کے رہیں گے ایک دن زندہ روایات کہن
بھولے نہیں ہیں آج تک محمود و غازی کا چلن
ہم ظلم سے ٹکرائیں گے سینے میں وہ طوفان ہے
پیارے وطن رشکِ چمن تیری نرالی شان ہے (۳۱)

ملی شاعری توانا جذبوں کی بیداری میں جس للکار کو جنم دیتی ہے۔ اس کی مہک رشید آفریں کی ملی شاعری کے بھی ماتھے کا جھومر ہے اور حریت پسند مجاہدوں کے جذبوں کی زبان بن کر محبتوں اور ولولوں کی نئی بستیاں آباد کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ شجر طہرانی، جہاں گرد، سیالکوٹ، مکتبہ بزم افکار، ۱۹۶۳ء، ص:۶۵
۲۔ شجر طہرانی، مسودہ نمبر ۱۲، ص:۱۵
۳۔ ایضاً، ص:۴۰
۴۔ ایضاً، ص:۴۵
۵۔ ایضاً، ص:۱۸
۶۔ فرحت اقبال، محمد الدین فوق، مقالہ برائے ایم۔ اے اُردو، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۶۸ء بحوالہ شیرازہ، سری نگر، ص:۴۵
۷۔ محمد الدین فوق، نغمہ گلزار، لاہور، ظفر برادرس تاجران کتب، س-ن، ص:۱۵۲
۸۔ ایضاً، ص:۷۵

۹۔ڈاکٹر عادل صدیقی ،شعرائے سیالکوٹ اورنعت ،مشمولہ ،اوج، نعت نمبر ،لاہور، گورنمنٹ کالج شاہدرہ ،جلد اول، ۹۳۔۱۹۹۲ء،ص۳۲۵

۱۰۔عبداللہ قریشی، پیش لفظ، مشمولہ، آتش چنار، از حبیب کیفوی، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت ۱۹۵۶ء، ص:۱۱،۱۰

۱۱۔حبیب کیفوی، آتش چنار، ص:۵۴،۵۳

۱۲۔ایضاً، ص:۷۰

۱۳۔ایضاً، ص:۶۸

۱۴۔ایضاً، ص:۶۶

۱۵۔ایضاً، ص:۳۳

۱۶۔ایضاً، ص:۲۱،۲۰

۱۷۔ایضاً، ص:۷۷

۱۸۔ایضاً، ص:۱۳

۱۹۔ایضاً، ص:۱۴،۱۳

۲۰۔ایضاً، ص:۲۹،۲۸

۲۱۔ایضاً، ص:۳۸

۲۲۔ایضاً، ص:۷۲

۲۳۔ایضاً، ص:۴۴

۲۴۔ایضاً، ص:۹۰

۲۵۔صادق حسین، برگ سیز، لاہور، ۱۹۷۷ء ص24

۲۶۔ابواللیث صدیقی، تبصرہ روحِ صہبائی، ریڈیو براڈکاسٹ، لکھنؤ، ص85

۲۷۔ طفیل ہوشیارپوری، اے وادی کشمیر، مشمولہ "جاگ رہا ہے پاکستان"، ص:۴۶۷

۲۸۔ساغر جعفری، برگ گل, سیالکوٹ، ۱۹۹۵ء، ص:۸۹

۲۹۔تاب اسلم، کشمیر۔ایک صلیب، مشمولہ، ادبی دنیا، مارچ۔اپریل ۱۹۹۶ء، ص:۳۸

۳۰۔ آغا وفا ابدالی، شرار دل، پسرور، ادبی سبھا، ۱۹۹۶ء، ص:۵۶

۳۱۔رشید آفریں، دامنِ احساس، لاہور، الرزاق پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء، ص:۴۳

References in Roman Script:

1. Shajar Tehrani, Jahan-e-Gurd, Sialkot, Maktaba-e-Bazm Afkar, 1963, p. 65

2. Shajar Tehrani,Masawda Number 12, page: 15

3. Ibid, p: 40

4. Ibid, p: 45

5. Ibid, p: 18

6. Farhat Iqbal, Mohammad-ud-Din Fouq,Maqala Baraye M.A Urdu, Lahore, University of the Punjab, 1968, with reference to Shiraza, Srinagar, p.45.

7. Mohammad-ud-Din Fouq, Nagmah Gulzar, Lahore, Zafar Brothers Tajran Books, S-N, p: 152

8. Ibid, p: 75

9. Dr. Adil Siddiqui,Shoraye Sialkot aur Naat, Mashmolah, Aoj, Naat No., Lahore, Government College Shahdara, Volume I, 93.1992, p.325

10. Abdullah Qureshi, Paish Lafz, Mashmola, Atsh Chanar, az Habib Kaifou, Lahor, Maktaba Tameer Insaniat, 1956, p: 10-11

11. Habib Keifoui, Atish Chinar, p: 53-54

12. Ibid, p: 70

13. Ibid, p: 68

14. Ibid, p: 66

15. Ibid, p: 33

16. Ibid, p: 20-21

17. Ibid, p: 77

18. Ibid, p: 13

19. Ibid, p: 13-14

20. Ibid, p: 28-29

21. Ibid, p: 38

22. Ibid, p: 72

23. Ibid, p: 44

24. Ibid, p: 90

25. Sadiq Hussain, Burgh Seas, Lahore, 1977 p:24

26. Abul Laith Siddiqui,Tabsara Ruh-e-Sahbai, Radio Broadcast, Lucknow, p:85

27. Tufail Hoshiar Puri, "O Vadi-e- Kashmir",Mashmola "Jaag Raha Hai Pakistan", p: 467

28. Sagar Jafri, Barg-e-Gul, Sialkot, 1995, p: 89

29. Tab Islam, Kashmir.Kashmir Aik Saleeb,(Mashmola)Adbu Dunya,March-April 1996,p: 38

30. Agha Wafa Abdali, Sharar-e-Dil, Pasroor, Adbi Sabha, 1996, p.56

31. Rashid Ofreen,Daman-e-Ehsaas, Lahore, Al-Razzaq Publications, 2009, p: 43